امام سفیان ثوریؒ کا طبقہ ثانیہ کی بحث کا تحقیقی جائزہ

کیونکہ زبیرعلیزئی طبقات المدلسین کا انکار کر چکے ہیں اور اس سے رجوع بھی کر چکے ہیں، لہٰذا طبقات پر بحث کرنا مُناسب نہیں مگر پھر بھی مندرجہ ذیل ابحاث پیش کی جارہی ہیں تاکہ کوئی امام حاکم کے اس حوالے سے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش نہ کرے۔

زبیرعلیزئی صاحب امام سفیان ثوریؒ کی تدلیس پر بحث کرتے ہوئے نورالعینین ص ۱۳۸ پر لکھتے ہیں۔

''حاکم نیشاپوری نے سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں ذِکر کیا ہے۔ (معرفتہ علوم الحدیث صہ ۱۰۶) حاکم نیشاپوری حافظ ابن حجر سے زیادہ متقدم تھے اور درج ذیل دلائل کی روشنی میں حاکم کی بات صحیح اور حافظ ابن حجر کی بات غلط ہے۔''

جواب: کیونکہ زبیرعلیزئی نے جمھور محدثین اور علماء غیرمقلدین کی مخالفت کرتے ہوئے طبقات المدلسین کا انکار کردیا ہے اس لیے امام حاکم کے پیش کردہ حوالے کے جواب کی ضرورت تو نہیں ہے مگر پھر بھی عوام الناس کے لیے چند معروضات عرض ہیں۔ زبیرعلیزئی صاحب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین کی حدیث کے جواب سے اس قدر عاجز آگئے کہ انھوں نے سفیان ثوری کی تدلیس اور پھر مدلسین کے طبقات کی بحث میں اُلجھ کر رہ گئے۔ سفیان ثوریؒ کی تدلیس کے بعد طبقات کی بحث کا مقصد صرف اِس حدیث کو کسی طرح ضعیف ثابت کرنا ہے۔ مگر زبیرعلیزئی صاحب اِس میں بالکل ناکام رہے۔

امام حاکم کی عبارت میں تحریف:

زبیرعلیزئی صاحب نے امام حاکم کے معرفتہ علوم الحدیث صہ ۱۰۶ کے استدلال سے جو امام سفیان ثوریؒ کو طبقہ ثالثہ کا مدلس قرار دیا ہے وہ صرف اور صرف علمی بدیانتی اور تحریف ہے۔ کیونکہ امام حاکم نے مدلسین پر طبقات کا اطلاق نہیں کیا۔ انھوں نے معرفتہ علوم الحدیث صہ ۱۶۵ تا صہ ۱۷۱ پر مدلسین کی (قسمیں) اجناس کا اطلاق کیا ہے۔ اور اِس کے برعکس زبیرعلیزئی اپنے ماہنامہ رسالہ الحدیث شمارہ نمبر صہ ۶ صفحہ نمبر صہ ۴۷ پر طبقات کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ یہ تو قارئین ہی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ زبیرعلیزئی صاحب تحقیق میں کس حد تک غیر جانبدار ہیں۔

کیا زبیرعلیزئی صاحب امام حاکم کی تدلیس سے اتفاق کرتے ہیں؟

امام حاکم نے تدلیس کے اجناس کا ذِکر کیا ہے۔ مگر زبیرعلیزئی صاحب اِسے طبقات کہنے پر بضد ہیں۔ جو ایک علمی

بد دیانتی ہے۔

امام حاکم نے معرفتہ علوم الحدیث صہ ۱۰۶ پر تدلیس کی ۶ قسمیں/اجناس کا ذکر کیا ہے۔

امام حاکم کی معرفتہ علوم الحدیث صہ ۱۰۶ پر جو تدلیس کی اجناس شمار کی ہیں۔ اِن کا جائزہ لینا اِس مضمون میں نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ امام حاکم نے جنس اول کی تعریف لکھی ہے۔

(۱)"فأولها التابعون الذين لا يدلسون الا عن ثقه مثلهم او اكبر كابى سفيان طلحته بن نافع و قتاوة۔"

امام حاکم نے طبقہ جنس اولیٰ میں ابی سفیان طلحتہ بن نافع اور قتادہ بن دعامتہ کا ذکر کیا اور اصول بتایا کہ اِس طبقہ میں وہ راوی ہیں جو صرف ثقہ سے تدلیس کرتے ہیں۔

نوٹ :

اِس مقام پر یہ سوال اہم ہے کہ کیا زبیر علیزئی صاحب ابوسفیان طلحتہ بن نافع اور قتادہ بن دعامتہ کو امام حاکم کے قول کے مطابق طبقہ اولیٰ کا راوی مانتے ہیں؟ مگر حقیقت اِس کے بالکل برعکس ہے۔

اوّل : زبیر علیزئی صاحب طلحتہ بن نافعؒ الواسطی ابوسفیان کو اپنی کتاب الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین صہ ۵۲ پر طبقہ ثالثہ کا قرار دیا اور اِس پر سکوت کیا اور امام حاکم سے اختلاف کیا ہے۔

دوم : زبیر علیزئی صاحب قتادہ بن دعامتہ کو اپنی کتاب الفتح المبین صہ ۵۸ پر طبقہ ثالثہ میں لکھا ہے اور امام حاکم سے اختلاف کیا ہے۔

یہ بات واضح ہوگئی کہ زبیر علیزئی صاحب امام حاکم کی طبقہ اولیٰ کی تقسیم سے کلیتاً اختلاف کرتے ہیں۔ جب زبیر علیزئی صاحب امام حاکم کے مدلسین کی جنس اولیٰ سے اختلاف کرتے ہیں تو زبیر علیزئی صاحب امام حاکم کی جنس ثالث (جس میں سفیان ثوری ہیں) سے اتفاق کیوں کرتے ہیں؟ یہ تو ظاہر ہے زبیر علیزئی صاحب کے پیش نظر کوئی اصول نہیں ہے۔

(۲) امام حاکم تدلیس کی جنس ثانی کے بارے لکھتے ہیں:

"من كان يقول قال فلاں فاذا حصل لهم من ينقر عن سماعهم ذكر و امن سمعوه منه كابن عينية و ابن اسحاق و هشيم و غوبهم"۔ (معرفتہ علوم الحدیث صہ ۱۰۶)

امام حاکم نے جنس ثانی میں سفیان بن عینیہ وابن اسحاق اور ہشیم بن بشیر کا ذکر کیا ہے۔

نکتہ :

اِس مقام پر یہ سوال پھر اُبھرتا ہے کہ کیا زبیر علیزئی صاحب امام حاکم کی اِس تقسیم سے اختلاف کرتے ہیں یا اتفاق؟

اوّل : سفیان بن عیینہؒ کو زبیرعلیزئی صاحب نے الفتح المبین صہ ۴۲ پرطبقہ ثالثہ کا مدلس قرار دیا ہے۔
دوم : محمد بن اسحاقؒ کو زبیرعلیزئی صاحب نے الفتح المبین صہ ۷۲ پرطبقہ رابعہ کا مدلس لکھا ہے۔
سوم : ہشیم بن بشیرؒ کو زبیرعلیزئی صاحب نے الفتح المبین صہ ٦٦ پرطبقہ ثالثہ کا قرار دیا ہے۔
اِس تفصیل بالاسطور سے یہ بات واضح ہوگی کہ زبیرعلیزئی صاحب امام حاکم کی جنس ثانی کی تقسیم سے کلیتاً اختلاف کرتے ہیں۔جب امام حاکم کی جنس ثانی کی تقسیم سے اِنکار کرتے ہیں تو جنس ثالث سے اتفاق کیوں؟

(۳) امام حاکم جنس ثالث کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"من یدلس عن أقوام مجھولین لا یدری من ھم کسفیان الثوری و عیسی بن موسی غنجار و بقیة بن الولید"

امام حاکم نے جنس ثالث میں سفیان ثوری،عیسیٰ بن موسیٰ غنجار اور بقیتہ بن ولید کاذکرکیا ہے۔

نوٹ:

امام حاکم نے جنس ثالث میں اُن مدلسین کا ذِکرکیا ہے جو مجھولین سے تدلیس کرتے تھے۔یعنی جنس ثالث میں وہ مدلس راوی ہیں جو مجھولین سے روایت کرتے ہیں۔مگر امام سفیان ثوریؒ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ مجھولین سے روایت کرتے تھے بالکل غلط اور باطل ہے۔میرے علم کے مطابق کسی محدث سے صحیح سند کے ساتھ یہ قول ثابت نہیں۔

اوّل : سفیان ثوریؒ کو زبیرعلیزئی صاحب الفتح المبین ص ۳۹۔۴۰ پرطبقہ ثالثہ کا مدلس قرار دیا ہے اور اِس طرح نورالعینین صہ ۱۳۸ پرطبقہ ثالثہ کا قرار دیا ہے۔
دوم : عیسیٰ بن موسیٰ غنجارؒ کو زبیرعلیزئی صاحب نے الفتح المبین صہ ۷۲ پرطبقہ رابع کا مدلس قرار دِیا ہے۔
سوم : بقیہ بن ولیدؒ کو زبیرعلیزئی صاحب نے الفتح المبین ص ٦۹ پرعرب سلفی عالم مسفر ابن الدمینی کے قول پرطبقہ ثالثہ کا لکھا ہے جبکہ حافظ ابن حجرؒ نے طبقات المدلسین میں اسے طبقہ رابعہ میں ذکرکیا ہے۔
اِس تفصیل سے یہ واضح ہوگیا کہ زبیرعلیزئی کو امام حاکم کی جنس ثالث کی تقسیم سے بھی اتفاق نہیں ہے۔زبیرعلیزئی صاحب کو جب امام حاکم کے تدلیس پرجنس اولیٰ (مدلسین) اورجنس ثانی (مدلسین) سے جب اختلاف ہے تو امام حاکم کے جنس ثالث (مدلسین) کی تقسیم سے اتفاق کیوں؟

اِس تحقیق سے بات واضح ہوگئی کہ زبیرعلیزئی صاحب کو صرف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے امام حجتہ سفیان ثوریؒ کو طبقہ ثالثہ کا مدلس ثابت کرنے کی ضرورت تھی اور انہوں نے اِس ضرورت کو امام حاکم کی تقسیم سے بے ربط ثابت کرنے کی کوشش کی۔مگر زبیرعلیزئی صاحب کا یہ عجب علمی وطیرہ ہے کہ مدلسین کی روایتوں کو قبول اور رد کرنے کے اصول تو حافظ ابن حجرؒ کے ذِکرکرتے ہیں۔مگر تدلیس کی طبقات کی تقسیم میں صرف

امام ثوریؒ کے بارے میں امام حاکم کا قول قبول کرتے ہیں۔

زبیر علیزئی کا یہ عجب علمی اور تحقیقی منہج ہے کہ امام حاکم کی تقسیم سے تو انکار اور اختلاف مگر اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے امام سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں ثابت کرنے کے لئے صرف امام حاکم کا قطع و برید ہ قول سے اتفاق کرنا۔ اُمید ہے کہ زبیر علیزئی صاحب اپنے اس منہج پر نظر ثانی ضرور کرینگے۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا امام حاکم کے قول سے استدلال جمہور محدثین کرام کے خلاف اور اصول کے برعکس ہے۔

امام حاکم کے قول سے زبیر علیزئی صاحب کا اختلاف

زبیر علیزئی صاحب مسلکی تفاوت میں امام حاکم کا قول پیش کیا مگر حقیقت میں امام حاکم کے قول اور مدلسین کے طبقات کی تقسیم سے زبیر علیزئی صاحب اختلاف کرتے ہیں۔

مستدرک حاکم ۴ / ۱۳ میں اعمش عن ابی وائل عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا ... الخ کی روایات کو امام حاکم اور علامہ ذہبیؒ نے صحیح قرار دیا۔ مگر زبیر علیزئی صاحب نے الحدیث شمارہ ۳۳ صفحہ ۴۳ پر امام حاکم اور علامہ ذہبیؒ کے قول کو غلط لکھا ہے۔ عجب تحقیق ہے ایک جگہ امام حاکم کے قول کو ماننا اور دوسری طرف اِن کی تحقیق کو غلط لکھنا۔

امام حاکم کے قول کو وہم قرار دینا

زبیر علیزئی صاحب رسالہ الحدیث نمبر صفحہ ۴۸ پر امام حاکم کے قول کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”امام حاکم کے علاوہ تمام محدثین نے ابو الزبیرؒ کو مدلس قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے طبقات المدلسین میں اِن کے وہم کی تردید کی ہے۔“ یہ عجیب تضاد ہے کہ ایک مقام پر امام حاکم کا قبول کرنا اور ابن حجرؒ کی تردید کرنا۔ اور دوسرے مقام پر تدلیس کے ہی موضوع پر امام حاکم کے قول کو رد کیا اور ابن حجرؒ کے قول کو قبول کرلیا۔

امام حاکم کی سفیان ثوریؒ کی معنعن روایات کی تصحیح

امام حاکم نے مستدرک حاکم علی صحیحین میں سفیان ثوریؒ سے تقریباً ۲۴۳ روایات لیں ہیں۔ اور ۹۸٪ روایات معنعن / اور عن سے روایات ہیں۔ امام حاکم نے سفیان ثوری کی معنعن/عن والی روایات کی تصیح کی اور ساتھ ہی امام ذہبیؒ نے اِن کی موافقت کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حاکم کے نزدیک سفیان ثوریؒ کی معنعن روایات صحیح اور قابل اعتبار ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مستدرک حاکم حدیث نمبر ۳۷ :۔

۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۵۔ ۱۰۹۔ ۱۱۷۔ ۱۲۵۔ ۱۲۸۔ ۱۳۷۔ ۱۵۵۔ ۱۶۸۔ ۱۶۴۔ ۱۷۱۔ ۱۷۵۔ ۲۶۵۔ ۲۷۶۔ ۲۶۸۔ ۳۲۹۔

سفیان ثوریؒ کا طبقہ ثانیہ کا مدلس ہونا

یہ ایک اہم معاملہ ہے کہ اِس بات کا احاطہ کیا جائے کہ محدثین کرام کا اتفاق امام حاکم کے طبقات (بقول زبیر علیزئی صاحب) کے قول سے تھا یا حافظ صلاح الدین العلائیؒ کے طبقات مدلسین کے ساتھ ہے۔

(۱) حافظ العلائی نے جامع التحصیل صہ ۱۳۰ پر امام سفیان ثوریؒ کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا۔

(۲) امام بن العجمیؒ نے التبیین اسماء المدلسین پر امام سفیان ثوریؒ کو مدلس قرار دینے کے بعد ص ۶۶ پر حافظ العلائی کے اصول کے مطابق طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے۔

(۳) امام ابو زرعہ العراقیؒ نے کتاب المدلسین صہ ۵۲ پر امام سفیان ثوریؒ کو مدلس کہنے کے بعد ص ۱۰۹ پر حافظ العلائی کے اصول کے مطابق طبقہ ثانیہ کا مدلس کیا۔

(۴) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ طبقات المدلسین صہ ۳۲ اور النکت علی کتاب ابن الصلاح جلد ۲ ص ۶۳۹ پر سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا۔

سفیان ثوریؒ کی تدلیس غیر مقلدین کی نظر میں:

سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں لکھنا زبیر علیزئی کا تفرد اور غلطی ہے۔ مندرجہ بالا محدثین کے علاوہ غیر مقلدین حضرات کے علماء بھی محدث سفیان ثوریؒ کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیتے ہیں۔

(۵) راشدی صاحب نے جزء منظوم فی اسماء المدلسین رقم ۲۲ قلمی میں سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے۔

(۶) حافظ گوندلوی صاحب نے خیر الکلام ص ۴۷ میں سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس لکھا ہے۔

(۷) مولانا محب اللہ شاہ راشدی صاحب نے اپنے مضمون" ایضاح المرام و استیفام الکلام" میں سفیان ثوریؒ کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے۔ دیکھئے الاعتصام جون ۱۹۹۱ء اشاعت۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ محدثین کرام کی جماعت حافظ ابن حجرؒ کے طبقات کی قائل ہے۔ لہٰذ جمور کے نزدیک حافظ ابن حجرؒ کے طبقات کی تقسیم صحیح اور راجح ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کی مدلس لکھا ہے۔

سفیان ثوریؒ کی تدلیس عرب محققین کی نظر میں:

امام سفیان ثوری کی تدلیس کو جمہور ائمہ محدثین نے قبول کیا ہے۔ بلکہ قریب و بعید اور اس عصر حاضر کے بھی مختلف علماء کرام و عرب محققین سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں رکھتے ہیں یا طبقات کا اقرار کرتے ہیں۔ اس فہرست میں مندرجہ ذیل

محققین شامل ہیں۔

نمبر	نام	حوالہ
۱۔	شیخ حماد بن محمد الانصاری	اتحاف ذوی الرسوخ تدلیس والمدلسون ص ۳
۲۔	عرب سلفی عالم مسفر بن عزم اللہ الدمینی	تدلیس فی الحدیث ص ۲۶۴
۳۔	ڈاکٹر عواد الحسین الخلف	روایات المدلسین فی صحیح بخاری ص ۱۷۰
۴۔	ڈاکٹر عواد الحسین الخلف	روایات المدلسین فی صحیح مسلم ص ۷۲
۵۔	ڈاکٹر عاصم بن عبداللہ القریوتی	طبقات المدلسین ص ۳۲
۶۔	ڈاکٹر رفعت فوزی	المدلسین نمبر ۵۲ حاشیہ ص ۱۲
۷۔	ڈاکٹر نافذ حسین	المدلسین نمبر ۵۲ حاشیہ ص ۱۲
۸۔	علامہ یحییٰ شفیق	التبیین الاسما المدلسین ص ۲۸ حاشیہ
۹۔	شیخ محمد طلعت	معجم المدلسین بتحقیق ۲۰۴
۱۰۔	ڈاکٹر کریم جواد محمد مصری	طبقات المدلسین ص ۲۳۔ ۲۴ بتحقیق
۱۱۔	عبدالغفار سلیمان البنداری	تعریف اہل تقدیس بتحقیق
۱۲۔	محمد احمد بن عبدالعزیز	تعریف اہل تقدیس بتحقیق
۱۳۔	عبدالرؤف سعد	تعریف اہل تقدیس بتحقیق
۱۴۔	احمد بن علی سیر المبارکی	تعریف اہل تقدیس بتحقیق
۱۵۔	محمد بن علی آدم الولوی	جلیس الانیس
۱۶۔	ناصر الفہد	نہج المتقدمین فی التدلیس ص ۳۱۔ ۳۴
۱۷۔	صالح بن سعید	تدلیس واحکامہ ص ۱۴۹
۱۸۔	عبدالعزیز بن محمد قاسم بن صدیق غماری	التانیس بشرح منظومۃ الذھبی فی تدلیس ص ۴
۱۹۔	حافظ عبدالرؤف غیر مقلد	رسالہ الاعتصام دسمبر ۱۹۹۰ ص ۱۴۰
۲۰۔	حافظ عبداللہ روپڑی امرتسری غیر مقلد	فتاوی الحدیث ۱/ ۴۶۸
۲۱۔	محمد خبیب غیر مقلد	الاعتصام شمارہ اگست ۲۰۰۷ صفحہ نمبر ۱۴(۱۱۳۰)
۲۲۔	کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد	انوار البدر ص ۳۶۷

مسئلہ تدلیس پر زبیر علیزئی صاحب کے اوھام:

یہ بات تو عیاں ہے کہ زبیر علیزئی صاحب تحقیق میں قابل قبول نہیں ہیں۔زبیر علیزئی صاحب کو صرف تدلیس کے مضمون پر اِس قدر اضطراب اور وہم ہیں کہ زبیر علیزئی صاحب نے تدلیس پر اپنے اصول بار بار بدلے جو ان کی تصانیف سے عیاں اور واضح ہے۔ذیل میں ہم زبیر علیزئی صاحب کے اضطرابات کا جائزہ لیتے ہیں۔

(اضطراب نمبر ۱): زبیر علیزئی نے پہلی مرتبہ نور العینین شائع کی تو سفیان ثوریؒ کو حافظ العلائی کے جامع تحصیل کے حوالے سے طبقہ ثالثہ کا مدلس کہا۔

(اضطراب نمبر ۲): زبیر علیزئی کا جب ۱۹۸۹ / ۱۴۰۸ھ میں عبد الرشید الانصاری کے ساتھ جرابوں پر مسح کے موضوع پر تحریری مناظرہ ہوا تو سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا۔(جرابوں پر مسح صہ ۴۰)

(اضطراب نمبر ۳): زبیر علیزئی نے نور العینین صہ ۱۲۷ ایڈیشن اپریل ۲۰۰۲ء پر سفیان ثوریؒ کو پھر حافظ العلائیؒ کے جامع تحصیل کے حوالے سے طبقہ ثالثہ کا مدلس قرار دیا۔کیونکہ اِس صفحہ پر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث پر زبیر علیزئی صاحب اعتراض کرتے کیونکہ یہ دلیل احناف کے حق میں تھی۔لہٰذا سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا مدلس لکھا۔

(اضطراب نمبر ۴): زبیر علیزئی نے جزء رفع یدین صہ ۲۹ جون ۲۰۰۳ء اشاعت میں سفیان ثوریؒ کو طبقہ ثانیہ میں درج کرنے کے موقف سے رجوع کیا۔جو انہوں نے جرابوں پر مسح صہ ۶۰ پر لکھا تھا۔

(اضطراب نمبر ۵): زبیر علیزئی نے القول المبین فی الجہر بالتامین صہ ۱۹ طبع ۲۰۰۴ء میں امام زھریؒ کو حافظ العلائی کی جامع التحصیل کے حوالے سے طبقہ ثانیہ کا مدلس لکھا اور القول المبین صہ ۲۰ پر زہری کی تدلیس کی وجہ سے حدیث کو ضعیف لکھا۔معلوم ہوا کہ حافظ العلائی کے طبقات کا اقرار کیا اور پھر بھی حدیث کو ضعیف لکھا۔

(اضطراب نمبر ۶): مگر زبیر علیزئی صاحب نے اپنی تحقیقی کتاب الفتح المبین فی طبقات المدلسین طبع ۲۰۰۵ء میں طبقات کا اقرار کیا مگر راویوں کی طبقاتی تقسیم میں گڑبڑ کر دی۔جو ان کی مذہبی منافرت پر مبنی تھی۔اور عرب عالم مسفر ابن عزم اللہ دمینی کی کتاب تدلیس فی الحدیث پر اعتماد کیا۔جو بالکل ہی باطل اور غلط ہے۔

(اضطراب نمبر ۷): زبیر علیزئی نے نور العینین صہ ۱۳۸ طبع دسمبر ۲۰۰۶ء میں پھر سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا مدلس قرار دیا۔مگر اِس مرتبہ حافظ العلائی کے قول سے نہیں حافظ امام حاکم کی معرفۃ علوم الحدیث کے حوالے سے اِنہیں طبقہ ثالثہ کا قرار دیا۔اور حافظ العلائی کے قول سے انہوں نے اپنے وہم کا اقرار کیا۔

(اضطراب نمبر ۸): زبیر علیزئی ماہنامہ الحدیث نمبر صہ ۳۳ صفحہ نمبر ۵۶۔۵۵ طبع فروری ۲۰۰۷ء میں حافظ العلائی، حافظ ابن حجر اور امام حاکم کے طبقات کا انکار کر دیا۔اور صرف دو طبقوں کا اقرار کیا۔طبقہ اولیٰ (مدلس نہیں ہیں)۔

طبقہ ثانیہ (مدلس ہیں)۔

(اضطراب نمبر ۹): زبیر علیزئی نے وہم میں غوطہ زن ہوئے اور اپنے ماہنامہ رسالہ الحدیث نمبر ۴۲ صہ ۲۶ طبع نومبر ۲۰۰۷ء میں دوبارہ طبقات کا اقرار کیا اور سفیان ثوری کا طبقہ ثالثہ کا اقرار کیا۔

(اضطراب نمبر ۱۰): زبیر علیزئی پھر اضطراب کا شکار ہوئے اور رسالہ الحدیث نمبر ۴۶ صہ ۱۰ مارچ ۲۰۰۸ء میں پھر سے طبقات کی تقسیم کا انکار کر دیا۔ اور لکھا کہ ''یاد رہے کہ طبقات المدلسین کے طبقات کی تقسیم جدید وقدیم محققین میں سے کسی کو بھی من وعن قبول نہیں ہے چاہے یہ محققین اہل حدیث میں سے ہوں یا غیر اہلحدیث میں سے۔

سطور بالا تفصیل سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ زبیر علیزئی صاحب کی تحقیقات پر اعتماد صحیح نہیں۔ ان کے اکثر قول باطل اور مردود ہیں۔ زبیر علیزئی صاحب کی کتاب الفتح المبین فی طبقات المدلسین کے مراجع ارشاد الحق اثری صاحب ہیں۔ مگر ارشاد الحق اثری صاحب بھی زبیر علیزئی صاحب کے تدلیس کے موضوع پر ان کے موقف سے اختلاف کرتے ہیں۔ اور غیر مقلد راشدی صاحب نے تو زبیر علیزئی صاحب کے تدلیس کی طبقاتی تقسیم کے رد میں ایک مستقل مضمون لکھا ''تسکین القلب المشوش باعطاء التحقیق فی تدلیس الثوری والاعمش''۔ جو رسالۃ الاعتصام لاہور سے چھپ چکا ہے۔ جبکہ غیر مقلد محمد خبیب احمد صاحب نے زبیر علیزئی کے نقد میں مقالات اثریہ ص ۱۹۶ تا ۳۲۰ پر تفصیل سے ایک مقالہ لکھا ہے اور اس کتاب کی تقدیم غیر مقلد ارشاد الحق اثری کی ہے۔ اس کے علاوہ غیر مقلد کفایت اللہ سنابلی نے انوار البدر ص ۳۳۷ تا ص ۳۴۷ سفیان ثوری کی تدلیس اور طبقات المدلسین پر زبیر علیزئی کا تفصیلی جواب لکھا ہے۔ انوار البدر پر غیر مقلدین کے ۱۴ علماء کی تقریظات بشمول ارشاد الحق اثری، داود ارشد، محمد طاہر رفیق وغیرہ موجود ہیں۔ زبیر علیزئی کے جواب میں تدلیس پر ۳ مزید مضامین قارئین کی دلچسپی ومطالعہ کے لیے اس کتاب میں بھی شامل کیے گئے ہیں تاکہ عوام الناس کو یہ معلوم ہو سکے کہ موصوف زبیر علیزئی کا تدلیس اور طبقات المدلسین پر ان کے اپنے مسلک غیر مقلدین حضرات نے بھی جواب لکھا ہے۔

زبیرعلیزئی کا حافظ ابن حجرؒ کے طبقاتی تقسیم کا انکار

زبیرعلیزئی صاحب ایک طرف اِس کتاب نورالعینین صہ ۱۳۸ پر امام حاکم کے قول کی بنیاد پر سفیان ثوریؒ کو طبقہ ثالثہ کا قرار دیا کیونکہ یہ حدیث اِن کے مسلک کے خلاف ہے۔ مگر زبیرعلیزئی صاحب نے اپنے ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر ص ۴۱ تا ص ۴۷ پر جمہور محدثین کے خلاف حافظ ابن حجرؒ کے طبقاتی تقسیم کا انکار کیا۔

غیر مقلد زبیر علی زئی حافظ ابن حجرؒ کی طبقاتی تقسیم پر مقالات ۱۶۶/۴ پر لکھتا ہے۔

''اس سلسلہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی کی طبقاتی تقسیم کئی وجہ سے غلط ہے مثلاً۔

۱۔ یہ طبقاتی تقسیم جمہور محدثین کے اصولِ تدلیس کے خلاف ہے۔

۲۔ یہ تقسیم خود حافظ ابن حجر کی شرح نخبۃ الفکر کے اصول کے خلاف ہے۔

۳۔ یہ تقسیم خود حافظ ابن حجر کی التلخیص الحبیر ۱۹/۳ کے خلاف ہے۔

۴۔ اہل حدیث (غیر مقلدین)، حنفی بلکہ بریلوی اور دیوبندی سب اس طبقاتی تقسیم پر متفق نہیں ہیں۔

جواب:

عرض یہ ہے کہ مندرجہ بالا اعتراض چند وجوہات کی بنا پر غلط ہیں۔

۱۔ حافظ ابن حجر کی یہ تقسیم جمہور محدثین کرام کے اصول کے خلاف نہیں بلکہ یہ تو ایک تخصیص اور استثناء ہے۔ زبیرعلیزئی خود تو تخصیص اور استثناء کے قائل ہیں مگر حافظ ابن حجر کی تخصیص کرنے پر اعتراض ہے۔ اگر آپ میں ہمت ہے تو کسی ایک کتاب کا نام لکھیں جو مستقلاً حافظ ابن حجر کے طبقاتی تقسیم کے رد پر ہو۔ حافظ ابن حجر کے شاگرد اور دیگر متاخرین نے اپنی کتابوں کی بنیاد حافظ ابن حجر کی کتاب طبقات المدلسین پر ہی رکھی ہے۔ باقی تو رہنے دیجئے آپ نے کتاب الفتح المبین کی بنیاد حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کی کتاب طبقات المدلسین پر رکھی ہے۔ یہاں یہ نکتہ ذہن نشین رہے کہ مدلسین کے طبقات بنانا صرف حافظ ابن حجر سے ہی منقول نہیں بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی محدثین کرام نے اپنی اپنی تحقیق کے مطابق مدلسین کے طبقات یا اجناس بنائے ہیں۔ ان محدثین کرام میں شامل ہیں۔

(i)	ابی عمرو عثمان بن سعید المقریؒ	جزء فی علوم الحدیث ص ۱۳۶
(ii)	ابن حزمؒ	الاحکام فی اصول الاحکام ۱۵۸/۱
(iii)	امام حاکم	معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۳
(iv)	حافظ ابو نعیمؒ	النکت ص ۶۲۲
(v)	حافظ علائیؒ	جامع التحصیل ص ۱۵۰

(vi)	حافظ ابن حجرؒ	النکت ص ۶۲۲
(vii)	حافظ ابن کثیرؒ	فتح المغیث ۱/۱۱۷
(viii)	ابن سبط العجمیؒ	التبیین ص ۶۶
(ix)	ابوزرعہ عراقیؒ	کتاب المدلسین ص ۵۲

۲۔دوسری بات یہ ہے کہ یہ تقسیم حافظ ابن حجرؒ کی الشرح النخبۃ الفکر کے اصول کے خلاف بھی نہیں بلکہ تخصیص ہے جس کے آپ خود دعویدار ہیں۔لہٰذا اعتراض مردود ہے

۳۔مزید یہ کہ یہ تقسیم حافظ ابن حجرعسقلانیؒ کی التلخیص الحبیر کے بھی خلاف نہیں ہے۔کیونکہ التلخیص الحبیر وہاں مسئلہ تدلیس التسویہ کا ہے۔نہ کہ طبقات کی بحث بسی ایک قول کو لے کرآپ ردتو ثابت نہیں کرسکتے۔لہٰذا آپ کا یہ اعتراض بھی مردود ہے۔مزید یہ کہ آپ ذرا قارئین کی معلومات کیلئے یہ تو عرض کردیں کہ حافظ ابن حجرؒ کی تلخیص الحبیر پہلے کی کتاب ہے اور النکت علی ابن صلاح بعد کی النکت علی صلاح میں بھی حافظ ابن حجر نے طبقاتی تقسیم کی ہے۔لہٰذا بعد والی کتاب کو فوقیت اورترجیح حاصل ہوگی۔

۴۔ اہم بات یہ کہ حافظ ابن حجر کے طبقاتی تقسیم کے قائل مندرجہ ذیل علماءغیرمقلدین ہیں۔

(i) مولانا مبارک پوری (اعلام الزمن ص ۲۶۷)

(ii) علامہ بدیع الدین شاہ راشدی (جزء منظوم ۲۲: قلمی)

(iii) حافظ یحییٰ گوندلوی (الاعتصام جون ۱۹۹۱)

(iv) حافظ عبداللہ روپڑی (فتاویٰ الحدیث/ ۱۴۶۸)

(v) علامہ محب اللہ شاہ راشدی (رسالہ الاعتصام مئی ۱۹۹۲ء)

(vi) علامہ قاسم راشدی (اپنے والدصاحب کے موقف پر ہیں)

(vii) حافظ عبدالرؤف غیرمقلد (رسالہ الاعتصام ۱۹۹۰ دسمبر ص ۱۶۰)

(viii) غیرمقلد علامہ محمد خبیب (الاعتصام اگست ۲۰۰۸ء ص ۱۶)

(ix) ارشادالحق اثری غیرمقلد (توضیح الکلام/ ۱۷۵۹)

(x) حافظ ثناء اللہ زاہدی (گفتگو کے درمیان اظہار کیا)

(xi) کفایت اللہ سنابلی (انوار البدر ص ۳۶۷)

(xii) شمس الحق عظیم آبادی (اعلام الزمن ص ۳۶۷)

اس مقام پرعرض یہ ہے کہ جدید قسم کے علماء غیرمقلدین مناظروں میں یا جوابی کتابوں میں غیرمقلد زبیر علی زئی کے مقلد ہیں ان کی اپنی کوئی تحقیق نہیں ہے ایسے جدید غیرمقلدین کا حوالہ دینا غلط خلاف تحقیق اور مردود ہے۔

سفیان ثوری کی تدلیس پر علمی بحث اور مدلس کا عنعنہ

زبیر علیزئی صاحب کے تدلیس پر خرافات کا تفصیلی بیان گذشتہ اوراق میں ہو چکا ہے۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تدلیس پر زبیر علیزئی صاحب کے خرافات کی مکمل قلعی کھولی جائے تاکہ پڑھنے والے کو تحقیق کا اعلیٰ معیار میسر آسکے۔زبیر علیزئی صاحب کا طبقات کو ماننا اور پھر ان کا انکار کرنا نہایت ہی صاف اور ان کی تحریروں میں عیاں ہے۔زبیر علیزئی صاحب نے نورالعینین صہ ۱۳۴ پر امام ذہبیؒ کی (میزان الاعتدال ۲/۱۶۷) (سیر اعلام النبلاء ۷/۲۴۲) سے کان یدلس عن الضعفاء اور و ربما ولس عن ضعفاء اور یحدث عن ضعفاء (سیر اعلام النبلاء ۷/۲۷۴)اور پھر صہ ۱۳۵ پر صلاح الدین العلائی کی جامع تحصیل فی احکام المراسیل صہ ۹۸ کے حوالے سے من یدلس عن اقوام مجھولین اور حافظ ابن رجب کی (شرح عمل ترمذی ۱/۳۵۸) کے حوالے سے کان ثوری وغیرہ یدلسون عمن لم یسمعوا کے الفاظ نقل کرنے کے بعد نورالعینین صہ ۱۳۸ پر مدلس کا عنعنہ کے تحت امام شافعیؒ کا قول الرسالۃ شافعی صہ ۳۸۰ اور امام ابن معین کا قول لا یکون حجۃ فیما لیس (الکفایۃ صہ ۳۶۲) نقل کیا ہے۔

جواب:
مختلف محدثین کرام نے اپنی رائے کا اظہار تدلیس کے بارے میں کیا۔جس میں امام شافعیؒ اور امام ابن معینؒ بھی شامل ہیں۔مگر ان دونوں کے اقوال جمہور کا مذہب اور مسلک پر نہیں۔حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے النکت علی ابن صلاح صہ ۶۱۴ پر تدلیس کے بارے درج ذیل مختلف اقوال نقل کئے۔

(۱) بعض اہل حدیث کا مسلک تو یہ ہے کہ مدلس کی کوئی روایت مقبول نہیں اگرچہ سماع کی تصریح بھی کر دے۔ (جامع تحصیل صہ ۹۸)

(۲) ایک مرتبہ بھی اگر کسی نے تدلیس کی تو جب تک وہ سماع کی تصریح نہ کرے اس کی روایت مقبول نہیں اور یہ مسلک امام شافعی اور ان کے اتباع کا ہے۔(مقدمہ ابن صلاح صہ ۹۹۔الرسالۃ صہ ۳۸۰)

(۳) اگر صرف ثقہ سے تدلیس کرے تو اس کا عنعنہ مقبول ہے ورنہ بغیر تصریح سماع اس کی روایت مقبول نہیں۔ یہ مسلک امام بزار، حسین کرابسی اور ابوالفتح الازدی کا ہے۔
(شرح الفیۃ العراقی ۱/۱۸۳، سوالات حاکم ۱۷۵: الاحسان ۱/۹۰)

(۴) مدلس اگر ثقہ ہے تو اس کا عنعنہ بھی مطلقاً مقبول ہے۔حافظ ابن حزم اور دیگر محدثین کا وہی مذہب ہے۔

(محلی ۷/۴۱۹،الاحکام ۶/۱۳۵)

(۵) اگر مدلس کی روایت میں تدلیس غالب ہے تو اس صورت میں جب تک حدثنا وغیرہ کے صیغہ نہ کہے اس کی روایت حجت نہیں۔ اگر تدلیس قلیل ہے تو اس کی معنعنوالی روایت قبول ہوگی۔ یہ مسلک امام ابن المدینی اور جمہور محدثین کرام کا ہے۔

لہٰذا ابن حجر عسقلانی ؒ کی النکت ابن صلاح صہ ۱۶۴ پر تفصیل سے معلوم ہوا کہ جمہور علماء کا مذہب اور مسلک یہ ہے کہ اگر مدلس کی مدلس روایتیں قلیل یا کم ہو تو اس کی معنعن (عن والی) روایتیں صحیح ہونگی۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا ابوبکر صیرفی (شرح الفیۃ العراقی بالتصبرۃ والتذکرۃ ا/۱۸۳)، امام شافعیؒ اور ابن معین کا اقوال نقل کرنا جمہور محدثین کے خلاف ہے لہٰذا اِن کے اقوال کی حیثیت جمہور کے مقابلے میں صحیح نہیں۔ اور اگر اِن کے اقوال کا مدنظر رکھا جائے تو امام شافعی اور ابن معینؒ کے اقوال سے طبقات کی مطلقاً نفی ہو جاتی ہے لہٰذا ان کے اقوال سے استدلال صحیح نہیں۔ امام یحییٰ بن معینؒ "خصوصاً سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تصحیح کے قائل ہیں۔ (شرح علل ترمذی صہ ۲۶۷)

امام ابن رجب حنبلیؒ کے قول کی تحقیق:

زبیر علیزئی صاحب نور العینین صہ ۱۳۵ پر ابن رجب حنبلیؒ کے قول سے استدلال کرتے ہیں۔

"وقد کان ثوری وغیرہ یدلسون عمن لم یسمعوا منہ ایضاً

حالانکہ امام ثوری وغیرہ جن سے نہیں سنا ان سے بھی تدلیس کرتے تھے۔

جواب:-

اس قول میں تدلیس کو ارسال کے معنی میں لیا ہے۔ کیونکہ صحیح قول کے مطابق جس سے اِس مدلس راوی نے سوائے اس مدلسہ روایت کے اور روایات سنی ہو۔ اگر اس نے اس سے کچھ نہیں سنا تو یا یہ روایت مرسل خفی ہوگی یا مرسل۔ لہٰذا ابن رجب حنبلیؒ کے قول سے استدلال غلط ہے۔ کیونکہ ان کا قول تدلیس پر لاگو ہی نہیں ہوتا۔ اس لیے استدلال ہی فضول ہے۔

امام شافعیؒ کے قول کا جائزہ:

زبیر علیزئی صاحب نور العینین صہ ۱۳۸ پر امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں۔

"حکم یہ ہے کہ مدلس کی صرف وہی روایات قبول کی جائے گی جس میں وہ سماع کی تصریح

کرے۔ یہ بات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر اس شخص پر جاری فرمائی ہے جو ایک دفعہ ہی تدلیس کرے۔
(ابن صلاح صہ ۱۹۹ الرسالۃ امام شافعی صہ ۳۸۰)

جواب:-

امام شافعیؒ کے قول سے طبقات کی مطلقاً نفی ہوتی ہے مگر زبیر علیزئی صاحب سفیان ثوری کو طبقہ ثالث کا مدلس قرار دیتے ہیں لہٰذا امام شافعیؒ کے قول سے زبیر علیزئی کی تحقیق میں تعارض ثابت ہوتا ہے۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول جمہور کے موافق نہیں۔ دوسرا امام شافعیؒ اپنی جدید کتاب الام میں سفیان ثوریؒ کی عن/معنعن والی روایات سے استدلال کیا ہے۔ دیکھئے کتاب الام رقم ۹۷۸، رقم ۱۱۶۹، رقم ۱۹۱۹ جس سے معلوم ہوا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک سفیان ثوریؒ کی تدلیس مضر نہیں یا حدیث کے لیے باعث ضعف نہیں ہے۔

نوٹ:

امام شافعیؒ نے اپنی کتاب الام میں سفیان بن عیینہؒ جو مدلس ہیں اِن سے تقریباً ۴۶۵ عن والی روایت نقل کیں۔ دیکھئے کتاب الام رقم ۳۔ ۶۔ ۸۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۹۔ ۲۱۔ ۲۷۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۸۔ ۵۳۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۵۔ ۱۲۶۰۔ ۱۷۰۰۔ ۱۷۱۰۔ ۲۰۵۱۔ ۲۱۲۱+۳۰۱۲۔ ۴۰۱۲۔ ۴۰۴۳۔ ۴۱۶۲۔ ۴۲۷۰۔
اِس تحقیق سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امام شافعیؒ بھی مدلس کی عن والی روایت کو قبول کرتے تھے اور اِن کا حوالہ نقل کرنا زبیر علیزئی صاحب کو مفید نہیں ہے۔ زبیر علیزئی صاحب کا الفتح المبین صہ ۴۱ پر امام شافعی کی سفیان بن عیینہ سے روایت کو محمول علی السماع کہنا خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصولوں کے خلاف ہے۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا یہ قول و استدلال ہی مردود ہے۔

امام شافعیؒ اور مسئلہ تدلیس کی تحقیق

ترک رفع یدین پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے غیر مقلد زبیر علی زئی نے ہر ممکن کوشش کی مگر پھر بھی ناکام ہوئے۔آخر کار عبدالرحمن معلمی کے نقشہ قدم پر چلتے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سفیان ثوری کی تدلیس ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا اور اپنی ہی جماعت کے خلاف طبقات المدلسین کا انکار کر بیٹھے اور ہر مدلس راوی کی عن والی روایت کو ضعیف کہنا شروع کر دیا۔لہٰذا اس مقصد کے لئے زبیر علی زئی غیر مقلد نے امام شافعی رحمہ اللہ کا سہارا لیا۔زبیر علی زئی غیر مقلد نے اپنی کتاب مقالات ۳/ ۱۲۸ تا ۳/ ۱۹۸ پر ’’امام شافعی اور مسئلہ تدلیس‘‘ کے نام سے ایک مضمون لکھا، اس میں زبیر غیر مقلد لکھتا ہے۔

’’امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا : جس کے بارے میں ہمیں معلوم ہوگیا کہ اس نے تدلیس کی ہے تو اس نے اپنی پوشیدہ بات ہمارے سامنے ظاہر کر دی۔(الرسالہ فقرہ ۱۰۳۳)

غیر مقلد زبیر علی زئی مزید لکھتا ہے۔

’’اس کے بعد امام شافعی نے فرمایا : پس ہم نے کہا : ہم کسی مدلس سے کوئی حدیث قبول نہیں کرتے حتی کہ وہ حدثنی یا سمعت کہے‘‘ (الرسالہ فقرہ ۱۰۳۵)۔غیر مقلد زبیر علی زئی مزید مقالات ۴/ ۱۷۰ پر لکھتا ہے۔’’ امام شافعی کے بیان کردہ اس اصول سے معلوم ہوا کہ جس راوی سے ساری زندگی میں ایک دفعہ تدلیس کرنا ثابت ہو جائے تو اس کی عن والی روایت قابل قبول نہیں ہوتی‘‘۔

غیر مقلد زبیر علی زئی نے اس مضمون میں کل ۵۰ حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ان حوالہ جات کا مختصر سا حال کچھ یوں ہے۔

(i) زبیر علی زئی غیر مقلد کے پیش کردہ حوالہ جات میں ۳۰ حوالہ جات محدثین کرام کے ہیں۔

(ii) پیش کردہ محدثین کرام کے ان ۳۰ حوالہ جات میں ۲۰ حوالے ایسے محدثین کرام کے ہیں جنہوں نے صرف امام شافعی کی کتاب الرسالہ والا قول ہی نقل کر کے سکوت اختیار کیا ہے۔جس سے آپ ان حوالوں کی فنی حیثیت سے آگاہ ہو گئے ہوں گے۔کیونکہ امام شافعی کے حوالہ پر محدثین کرام کا سکوت ہے اور یہ ۲۰ محدثین کرام صرف ناقل ہی ہیں اور کسی بات پر سکوت کو رضامندی سمجھنا تو خود غیر مقلد زبیر علی زئی کو قبول نہیں ہے۔اگر قبول ہے تو پھر غیر مقلد زبیر علی زئی سے غرض ہے کہ جن محدثین کرام نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر سکوت کیا تو اس کو بھی رضامندی اور تصحیح کی دلیل سمجھیں۔حالانکہ وہاں زبیر علیزئی نے سکوت کو تصحیح سمجھنے پر اعتراض کیا ہے یہ تو خود غیر مقلد زبیر علیزئی کا

تضاد ہے۔قارئین کرام حوالہ جات نقل کرنا ہی بات نہیں ہے۔زبیرعلی زئی کی بات اس وقت تک قابل قبول نہ ہوگی جب تک کہ وہ طبقات کا انکار ثابت نہ کریں۔مطلقاً ایسے حوالے نقل کرنا جس میں صرف امام شافعی کا اصول اور اس کی تائید ہو کیونکہ امام شافعیؒ کے اصول میں حافظ ابن حجر اور دیگر محدثین نے تخصیصات ثابت کیں ہیں۔لہٰذا جب تک وہ طبقات کا انکار ثابت نہیں کریں ایسے حوالے فضول ہیں۔حافظ ابن حجر نے خود النکت ص ۲۵۴ پر امام شافعیؒ کا قول نقل کرنے کے بعد طبقاتی تقسیم کی ہے۔

(iii) غیر مقلد زبیر علی زئی کے حوالوں میں ۵ حوالے علماء اہل سنت کے ہیں۔ان کی حقیقت آگے ملاحظہ کریں۔

(iv) غیر مقلد زبیر علی زئی کے حوالوں میں ۵ حوالے علماء دیوبند کے ہیں۔جن کا جواب تو پہلے بھی دیا جاچکا ہے۔مگر پھر بھی غیر مقلد زبیر علی زئی نے عددی گنتی کی برتری ثابت کرنے کے لئے ان حوالوں کو درج کر دیا گیا ہے۔جو سرا سر ہٹ دھرمی ہے اور جھوٹ کا پلندہ ہے۔ان کی حقیقت بھی آگے ملاحظہ کریں۔

امام شافعیؒ کے قول کی تحقیق:

اَب ہم نفس مسئلہ پر بحث کرتے ہیں پہلے تو یہ عرض کردوں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا کتاب الرسالہ فقرہ ۱۰۳۵ والے اصول کو مطلقاً اور کلیتاً اصول ماننا ہی غلط ہے۔کیونکہ زبیر علی زئی غیر مقلد خود اپنی کتاب مقالات ۱۶۹/۴ پر اس اصول میں تخصیصات اور استثناء کا قائل ہے۔لہٰذا امام شافعی کے اصول کو ہمارے خلاف قاعدہ کلیہ بنا کر پیش کرنا اور عوام الناس کو مغالطہ دینا مردود اور باطل ہے۔یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ امام شافعی کا اصول کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔کیونکہ اس میں تخصیص اور استثناء ہوسکتی ہے۔ان تخصیص اور استثناء میں مندرجہ ذیل دیگر نقات بھی شامل ہیں:

(i) مدلسین کے طبقات

(ii) تدلیس کی کمی وزیادتی

(iii) ثقات سے تدلیس

(iv) طویل رفاقت

(v) مخصوص اساتذہ وغیرہم

ان مندرجہ بالا تخصیصات کو امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کے خلاف کہنا غلط اور جناب کے اپنے اصول کے خلاف ہے۔اس کے علاوہ یہ بھی عرض کردوں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا اپنا منہج بھی اس اصول سے ذرا ہٹ کر اور الگ ہے۔کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الرسالہ فقرہ ۱۰۳۵ پر یہ صاف لکھا ہے کہ ہم مدلس کی صرف وہ روایات لیں گے جس میں حدثنی یا سمعت کا لفظ موجود ہو۔مگر امام شافعی رحمہ اللہ نے متعدد مدلسین سے عن والی روایت نقل کیں

ہیں۔لہٰذا مندرجہ ذیل مدلس راویوں سے امام شافعی نے اپنی کتاب الرسالہ میں روایت کی ہیں۔

(۱) محمد بن مسلم الزھری رحمہ اللہ (طبقہ ثالثہ کے مدلس): الرسالہ فقرہ ۵۱۴:، ۵۳۳، ۵۶۱، ۹۵۹، ۶۶۰، ۶۹۱، ۶۹۶، ۷۳۸، ۷۵۲، ۷۷۵، ۸۱۱، ۸۸۶، ۹۰۹، ۱۱۲۶، ۱۱۷۲، ۱۱۸۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۵، ۱۳۷۳، ۱۵۷۲، ۱۷۲۱، ۱۷۱۱، ۱۷۱۱، ۴۷۲، ۴۷۴، ۸۳۲، ۸۴۰، ۸۴۳، ۸۶۴

(۲) محمد بن عجلانؒ: (طبقہ ثالثہ کے مدلس) الرسالہ فقرہ نمبر:۔ ۴۷۷، ۱۰۹۰

(۳) ابن جریج: (طبقہ ثالثہ کے مدلس) الرسالہ فقرہ نمبر: ۴۹۸، ۸۹۰، ۹۰۳

(۴) ابوالزبیر رضی اللہ عنہ: (طبقہ ثالثہ کے مدلس) الرسالہ فقرہ نمبر ۴۹۸:، ۸۹۰، ۸۸۹

(۵) سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ: (طبقہ ثالثہ عند زبیر علیزئی) ۲۹۵، ۳۷۳، ۴۰۲، ۴۴۶، ۴۷۲، ۴۷۷، ۷۴۷، ۵۳۳، ۵۶۱، ۶۵۹، ۷۷۴، ۷۷۵، ۸۸۹، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۹، ۹۱۶، ۱۰۹۴، ۱۱۰۲، ۱۱۶۲، ۱۱۳۲، ۱۱۶۰، ۳۳، ۳۷، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۱۸۳، ۱۲۲۵، ۱۲۹۰، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۷۳، ۱۵۱۲، ۱۷۱۱، ۸۱۱، ۸۲۳، ۸۲۵، ۸۴۰، ۸۶۴، ۱۱۷۲، ۱۱۷۴۔

ان مندرجہ بالا مقامات کے علاوہ کتاب الام/مسند شافعی سے ہزاروں ایسے مقامات ہیں، جہاں مدلسین کی عن والی راویت موجود ہیں۔

اعتراض:

غیر مقلد زبیر علیزئی نے امام شافعی رحمہ اللہ کے اس مندرجہ بالا منہج کو غلط ثابت کرنے کے لئے دو وجوہات بیان کیں ہیں۔زبیر علیزئی غیر مقلد مقالات ۴/۱۸۶۔۱۸۷ پر لکھتا ہے۔

:1 ''امام شافعی کا اسناد وصحیح وغیرہ کہنے کے بغیر مجرد روایت بیان کرنا حجت پکڑنا نہیں ہے۔''

:2 یہ ضروری نہیں ہے کہ مدلس کے سماع کی تصریح خود امام شافعی سے صراحتاً ثابت ہو بلکہ دوسری کتاب میں اس کی صراحت کافی ہے۔جیسا کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم کے مدلسین کی مرویات کے بارے میں علماء کرام کا عمل جاری وساری ہے۔

جواب:

زبیر علی زئی کے یہ جوابات اصول کی روشنی میں کئی وجہ سے مردود اور باطل ہیں۔

اول: زبیر علی زئی غیر مقلد کا یہ جواب تحقیق نہیں بلکہ مناظرانہ ومنطقیانہ ہے لہٰذا مردود اور باطل ہے

دوم: زبیر علی زئی غیر مقلد ذرا امام شافعیؒ کے ایسے حوالوں کی نشاندہی کتاب الرسالہ سے تو کریں، جہاں امام شافعیؒ نے عن والی روایات کے بارے میں اسناد ضعیف لکھا ہو۔

سوم: زبیر علی زئی غیر مقلد کو یہ بھی معلوم نہیں کہ امام شافعی کی کتاب الرسالہ میں اسنادہ صحیح کہنا کا اسلوب ہی نہیں ہے۔

چہارم: امام شافعی رحمہ اللہ اگر اپنی کتاب الرسالہ میں عن والی روایت پر سکوت اختیار کریں تو غیر مقلد زبیر علی زئی کو اعتراض ہوتا ہے مگر زبیر علی زئی غیر مقلد نے محدثین کرام کے ۲۰ سکوتی حوالے امام شافعی کی کتاب الرسالہ فقرہ ۱۰۳۵: تائید میں جو دیے ہیں۔ اس پر رضا مندی کیوں؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ زبیر علی زئی غیر مقلد عوام الناس کو مغالطہ دے رہے ہیں۔

پنجم: زبیر علی زئی کا امام شافعی کی کتاب الرسالہ کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی طرح سمجھنا غلط ہے۔ اور یہ لکھنا کہ "ضروری نہیں ہے کہ مدلس کی سماع کی تصریح خود امام شافعی سے صراحتاً ثابت ہو بلکہ دوسری کتاب میں اس کی صراحت کافی ہے جیسا کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے مدلسین کی مرویات کے بارے میں علماء کرام کا عمل جاری وساری ہے۔ زبیر علیزئی کی یہ بات بالکل باطل ومردود ہے کیونکہ اول تو کتاب الرسالہ کو صحیحین پر قیاس کرنا مردود ہے۔ دوسرا یہ کہ جس طرح صحیح بخاری وصحیح مسلم کے بارے میں محدثین کرام کے اقوال موجود ہیں اس طرح کے اقوال امام شافعی کی کتاب الرسالۃ کے بارے میں ثابت کرنا غیر مقلد زبیر علی زئی کے ذمہ ہے۔ لہٰذا ایسے حوالوں کی نشاندہی غیر مقلد زبیر علی زئی نے ہی کرنی ہے۔ اگر سچے ہیں تو کسی ایک محدث سے ثابت کریں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب الرسالۃ کی عن والی روایات محمول علی السماع ہیں۔ مزید یہ کہ یہ بات خود امام شافعی رحمہ اللہ کے اپنے اصول کے مخالف ہے کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ مدلس راوی کی غیر مصرح بالسماع (عن والی روایت) لکھنے کے حق میں نہیں ہیں۔ لہٰذا زبیر علی زئی کا اعتراض واستدلال باطل اور مردود ہے۔

قارئین کرام مسئلہ صرف یہ ہے کہ کیا امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب الرسالہ فقرہ ۱۰۳۵ والے قول پر خود عمل کیا ہے یا کہ نہیں؟ مگر یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمہ کا اپنا عمل اس قول پر نہ تھا۔

اعتراض:

غیر مقلد زبیر علی زئی مناظرانہ طریق پر اپنی کتاب مقالات ۴/ ۲۵۷ پر لکھتا ہے۔

"دوسرے یہ کہ امام شافعی نے کتاب الام میں محمد بن اسحاق بن یسار، ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ الاسلمی اور ولید بن مسلم وغیرھم کی معنعن روایات بھی بیان کی ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ بھی مقبول التدلیس یا طبقہ ثانیہ میں سے تھے۔"

جواب:

عرض یہ ہے کہ زبیر علی زئی غیر مقلد کو یہ معلوم ہی نہیں کہ نفس موضوع کیا ہے، بات کیا چل رہی ہے اور وہ جواب کیا

دے رہے ہیں؟ غیر مقلد زبیر علی زئی کے مندرجہ بالا تحریر سے تو یہ واضح ہوگیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے خود مدلسین سے عن والی روایت لی ہیں جو امام شافعی کے اپنے اسلوب سے خلاف ہے۔

دراصل میں نے تو یہ گذارش عرض کی تھی کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب الرسالہ فقرہ ۱۰۳۵: کا جو قول آپ بار بار پیش کررہے ہیں، اس قول پر ظاہراً امام شافعی کا اپنا عمل جاری وساری نہیں ہے۔لہٰذا امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو ہمارے خلاف قاعدہ اور کلیہ بنا کر پیش کرنا غلط ہے۔اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ متعدد مقامات پر غیر مقلد زبیر علی زئی اس قول میں تخصیص کے قائل ہیں۔اور یہ بھی عرض کردوں کہ میں نے کسی مقام پر محمد بن اسحاق ولید بن مسلم کو طبقہ ثانیہ یا مقبول التدلیس نہیں کیا میں نے تو امام شافعی رحمہ اللہ کا منہج پیش کیا ہے کہ وہ بھی مدلس راوی کی عن والی روایت سے احتجاج کرتے ہیں۔لہٰذا ان مناظرانہ جوابات سے نہ تو آپ کا مدعا حل ہوتا ہے اور نہ ہی جان خلاصی ہوسکتی ہے۔یہ مناظرانہ جواب معصوم اور بھولے بھالے غیر مقلدین کو تو بھلے لگ سکتے ہیں۔مگر دراصل ان جوابات کی نہ تو کوئی اصل ہے اور نہ ہی حقیقت اور مزید یہ کہ ان کے یہ مناظرانہ جواب بھی غلط اور مردود ہیں۔

اعتراض:

جب غیر مقلد زبیر علی زئی کو امام شافعی رحمہ اللہ کا منہج اور اسلوب کو سمجھایا گیا اور اس کا جواب دینے سے عاجز آگئے تو غیر مقلد زبیر علی زئی نے بدتمیزی اور جارحانہ انداز میں کچھ یوں لکھا۔

''کہ تم کون ہوتے ہو امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال میں تضاد ثابت کرنے والے؟ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ! کچھ تو شرم کریں۔(مقالات ۴/ ۲۵۷)

جواب:

غیر مقلد زبیر علی زئی ذرا اپنی روش پر بھی دھیان دیں۔اپنی جسارت کے بارے میں سوچیں، تم نے تو ائمہ اہل سنت پر الزامات اور بدتمیزی کا جو بازار گرم کیا ہے وہ بات تو قابل مذمت اور قابل شرم بات ہے۔تم نے علماء اہل سنت کے بارے میں جو افتراء اور بہتان کی بارش کی ہے اس کی مثال تو کہیں نہیں ملتی۔مگر جب جناب کو اپنے اصول کے مطابق بات سمجھائی تو جناب کو تو غصہ آگیا۔ہماری ہمت کو داد دیں کہ آپ کے اس طوفان بدتمیزی کا بڑے ہی ادب سے جواب دے رہے ہیں۔

جناب. جواب سے عاجز ہیں تو میدان چھوڑ کر بھاگنے میں عافیت جانیں، خوامخواہ ہر روز کے نئے اصول وضوابط وضع کرنے سے جان آسانی سے چھوٹ جائے گی اور علمی قابلیت کا بھرم بھی سرعام پھوٹنے سے بچ جائے گا۔

ذرا مقالات ۴/ ۱۶۶ کو دوبارہ پڑھ کر دیکھ لیں کہ آپ نے حافظ ابن حجر کے بارے میں کیا لکھا ہے۔''یہ طبقاتی تقسیم

خود حافظ ابن حجر کے اصول .... سے معارض ہونے کی وجہ سے بھی ناقابل قبول اور غلط ہے" جناب تم کون ہوتے ہو حافظ ابن حجرؒ کے اقوال میں تعارض ثابت کرنے والے؟ جب غیر مقلد زبیر علیزئی کے اپنی مرضی کی بات ہو تو محدثین کے اقوال میں تعارض ثابت کرتے ہیں اور جب اپنی مرضی کے خلاف ہو تو پھر طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیتے ہیں۔ جناب آپ کو تو عادت ہے الزامی جواب دینے کی تحقیقی میدان میں ایسے حربے فضول ہیں۔

قارئین کرام! غیر مقلد زبیر علی زئی کے اس بدتمیزی سے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ غیر مقلد زبیر علی زئی کے پاس میری بات کا کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ غیر مقلد زبیر علی زئی کے اس بدتمیز زبان کے بدلے ہم خوش اسلوبی سے بات کرنے کے قائل ہیں۔ لہٰذا عرض ہے کہ امام شافعی کے منہج سے بات جو سامنے آئی وہ عرض کر دی گئی ہے اگر غیر مقلد زبیر علی زئی عوام الناس کو مغالطہ نہ دیتا تو ہم کبھی بھی یہ منہج سامنے نہ لاتے، دیگر یہ کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ منہج میں نے نہیں بلکہ آپ کے سلفی مذہب اور غیر مقلدین علماء کرام نے مجھ سے بھی پہلے پیش کیا ہے۔ ان علماء کرام میں مندرجہ ذیل شامل ہیں۔

(1) شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن بن سعید (منہج المتقدمین فی التدلیس ص ۲۳)
(2) ناصر بن حمد الفھد (منہج المتقدمین فی التدلیس ص ۱۶۳)
(3) شیخ محمد طلعت (معجم المدلسین ص ۲۹)
(4) ابوعبیدہ مشہور بن حسن، شاگرد البانی (جزء علم الحدیث ص ۱۳۶)
(5) محمد خبیب احمد غیر مقلد (رسالہ محدث نومبر ۲۰۱۰ء)
(6) صالح بن سعید الجزائری (التدلیس واحکامہ ص ۱۲۹)

لہٰذا راقم پر اعتراض کرنا غلط اور مردود ہے کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے منہج سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مدلسین کی عن والی روایت لیتے تھے جو کہ ان کی اپنی کتاب الرسالہ اور کتاب الام سے ثابت ہے۔ اور یہ بھی عرض کر دوں کہ کیا خود زبیر علی زئی غیر مقلد نے متعدد مقامات پر جلیل القدر محدثین کرام مثلاً ابن حبان، حافظ ابن حجر اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ کے اقوال میں تضاد ثابت نہیں کیا؟ اگر خود تضاد ثابت کریں تو عین اصول کے مطابق اور اگر ہم نشاندہی کریں تو آپ اسے بے ادبی سے تعبیر کریں کہا مشہور شعر ہے کہ

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا سراسر موم یا سراسر سنگ ہو جا

جناب بات اصول کی روشنی میں ہی اچھی لگتی ہے۔ مجھ میں تو ائمہ کرام اور محدثین کرام کا اَدب بھی ہے اور شرم بھی ہے۔ اور ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ کسی بھی شخص بشمول غیر مقلدین حضرات کی دِل آزاری نہ ہو۔ یہ ایک علمی موضوع ہے۔ لہٰذا اس موضوع پر علمی اور عالمانہ روش ہی بہتر ہے مجھے مطالعہ کے بعد جو چیز واضح ہوئی اسے عرض کر دیا ہے۔ ماننا یا

نہ ماننا یہ آپ کی اپنی مرضی ہے۔ مگر یہ عرض کردوں کہ جمہور علماء غیر مقلدین حضرات آپ کے موقف سے متفق نہیں ہیں۔ بلکہ آپ کے اپنے اساتذہ جن میں بدیع الدین شاہ راشدی اور محب اللہ شاہ راشدی صاحب بھی شامل ہیں جن سے آپ کی حدیث کی سند چلتی ہے آپ کی بات کے مخالف ہیں۔ بلکہ آپ کے استاد محب اللہ شاہ راشدی نے اپنے مضمون جو رسالہ الاعتصام میں چھپ چکا ہے آپ کو رجوع کرنے کا کہا تھا۔ مگر رجوع کئے بغیر ہی آپ اپنے خود ساختہ و مذمومہ اصول پر بضد ہیں۔

اعتراض:

غیر مقلد زبیر علی زئی مقالات ۴/۲۵۷، مقالات ۳/۳۲۲، رسالہ الحدیث شمارہ نمبر ۷۶ اور الفتح المبین ص ۱۴۲ پر سفیان بن عیینہ کی عن والی روایات کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''بطور فائدہ عرض ہے کہ سفیان بن عیینہ سے امام شافعی کی تمام روایات سماع پر محمول ہیں''۔

(النکت الزرکشی ص ۱۸۹)

جواب:

عرض یہ ہے کہ غیر مقلد زبیر علی زئی کو اپنے مذمومہ غلط اصول ثابت کرنے کے لئے یہ حق تو حاصل ہو کہ وہ علامہ الزرکشی رحمہ اللہ کے حوالے سے امام شافعی کی سفیان بن عیینہ (مدلس) سے عن والی روایات کو محمول علی السماع ثابت کر سکیں مگر ہمیں یہ حق حاصل نہ ہو کہ ہم حافظ ابن حجر اور حافظ علائی اور دیگر محدثین کرام کے منہج سے سفیان ثوری کی عن والی روایت کو صحیح مانیں۔ قارئین کرام کیا یہ کھلی زیادتی نہیں کہ جب اپنا موقف ثابت کرنا ہو تو پھر کوئی سا بھی قول قابل قبول اور اگر نہ ماننا ہو تو پھر دلائل کے انبار کا بھی رد کر دیا جائے۔

مزید عرض کردوں کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے طبقات المدلسین امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کے خلاف نہیں بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے قول میں تخصیص اور استثناء ہے۔ لہٰذا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے طبقات کو جمہور کے خلاف کہنا باطل اور مردود ہے۔ زبیر علی زئی غیر مقلد حافظ الزرکشی کے حوالے سے سفیان بن عیینہ کی روایات کو محمول علی السماع کہہ کر تخصیص کا نام دیں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے طبقات کو جمہور کے خلاف کہہ کر رد کر دیں۔ کیا اسی کا نام تحقیق ہے؟ اگر یہ تحقیق ہے تو پھر آپ ہی کو مبارک ہو۔

یہاں یہ نکتہ عرض کردوں کہ آخر وہ کونسا ایسا اصول ہے جس کی وجہ سے حافظ الزرکشی نے النکت ص ۱۸۹ پر امام شافعی رحمہ اللہ کی روایات کو سفیان بن عیینہ سے محمول علی السماع قرار دیا ہے؟۔ اس کا جواب دینا تو زبیر علی زئی غیر مقلد ہی کے ذمہ ہے تاکہ معاملہ واضح ہو سکے۔ یہاں ایک بات ذہن نشین کرلیں کہ غیر مقلد زبیر علیزئی غیر مقلد مقالات

۴٫۷۵۲ ۱؍پر حافظ الزرکشی کے بارے میں لکھا ہے۔

''اول الذکر بات زرکشی ۸۹۴ھ نامی ایک عالم نے فرمائی ہے۔''

غیر مقلد زبیر علی زئی نے اپنی تحریر میں محدث حافظ الزرکشی کو صرف زرکشی نامی ایک عالم لکھ کر کیا ثابت کرنا چاہتا ہے اور اگر حافظ الزرکشی معتبر محدث نہیں ہیں تو حافظ الزرکشی کا حوالہ بھی معتبر نہیں ہے۔اور اگر یہ حوالہ معتبر نہیں تو پھر کتاب الرسالہ اور کتاب الام کی ان سینکڑوں روایات جو سفیان بن عیینہ سے عن سے مروی ہیں پر کیا حکم لگائیں گئے؟

مزید یہ کہ کتاب الرسالہ اور کتاب الام کی عن والی روایات کے بارے میں یہ لکھنا کہ ''ان کی صراحت دوسری کتابوں میں ثابت ہیں'' بالکل غلط اور مردود ہے۔کیونکہ نفس موضوع امام شافعی کا تدلیس کے بارے میں اپنا منہج اور اسلوب ہے نہ کہ حدیث کی تصحیح اور تضعیف کرنا یاد رہے کہ تدلیس کا منہج ہونا الگ بات ہے اور حدیث کی تصحیح یا تضعیف کرنا الگ ہے۔ لہٰذا امام شافعی رحمہ اللہ کی تدلیس کے منہج کو حدیث کی تصحیح کے ساتھ گڈمڈ کرنا مردود اور باطل ہے۔یہاں یہ نکتہ ذہن نشین رہے کہ کتاب الرسالہ فقرہ ۱۰۳۵: کے قول کے مطابق امام شافعی مدلس کی عن والی روایت کو قبول نہیں کرتے مگر اس قول کے برخلاف امام شافعی رحمہ اللہ نے بہت سے مدلسین کو عن والی روایات کو اپنی کتاب الرسالہ میں روایت کیا ہے۔ امام شافعی کا اسلوب اور منہج ان کے اپنے قول کے مطابق مختلف ہے۔لہٰذا امام شافعی رحمہ اللہ کے قول اور دیگر محدثین کرام کے سکوتی حوالے پیش کرکے عوام الناس کو مغالطہ دینا باطل اور مردود ہے۔

اُمید ہے کہ قارئین کرام کے سامنے امام شافعی رحمہ اللہ کا منہج اور اسلوب واضح ہوگیا ہے اور ان حوالوں کی حقیقت بھی واضح ہوگئی جن میں امام شافعی کے قول پر خاموشی اختیار کی۔کیونکہ جب اصل قول ہی کا قاعدہ کلیہ نہیں تو فروع کی کیا حیثیت؟ لہٰذا امام شافعی رحمہ اللہ کے قول سے عوام الناس کو مغالطہ دینا مردود ہے۔

امام یحییٰ بن معینؒ کے قول کا جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین صہ ۱۳۸ پر امام یحییٰ بن معینؒ کے قول نقل کرتے ہیں۔

''مدلس اپنی تدلیس (معنعن روایت) میں حجت نہیں ہوتا''۔(الکفایۃ ۳۶۲)

جواب:

امام یحییٰ بن معینؒ کا یہ قول زبیر علیزئی صاحب کو مفید نہیں۔کیونکہ امام یحییٰ بن معین اپنی کتاب مسند یحییٰ بن معین میں سفیان ثوری کی عن والی روایات کو نقل اور احتجاج کیا ہے۔دیکھئے مسند یحییٰ بن معین قلمی جزء ثانی صہ ۱۵۷ صہ ۱۵۸)

اِس سطور بالا تفصیل سے مندرجہ ذیل نکات عیاں ہوتے ہیں۔

(۱) امام یحییٰ بن معینؒ کے نزدیک سفیان ثوری کی تدلیس مضر نہیں ہے۔

(۲) امام یحییٰ بن معینؒ نے اپنے اس قول سے رجوع کرلیا تھا۔
(۳) امام یحییٰ بن معینؒ کے اقوال میں تعارض اور تضاد ثابت ہوتا ہے۔لہٰذا ان کے دونوں اقوال ساقط قرار پائینگے۔

معلوم ہوا کہ امام یحییٰ بن معین بھی سفیان ثوری کی تدلیس سے استدلال کرتے تھے اور اِن کی تدلیس حدیث میں ضعف کا سبب نہیں ہے۔لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کو چاہیے کہ وہ اپنے تحقیق سے رجوع کریں۔اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ والی ترک رفع یدین کی حدیث کو صحیح تسلیم کریں۔

حافظ ذہبیؒ کے قول کا جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نے نورالعینین صہ ۱۳۴ پر حافظ ذہبیؒ کے اقوال نقل کرتے ہیں۔
(۱) کان یدلس عن الضعفاء (میزان الاعتدال ۲/۱۶۹)
(۲) وربما دلس عن ضعفاء (سیر اعلام النبلاء ۷/۲۴۲)
(۳) یحدث عن ضعفاء (سیر اعلام النبلاء ۷/۲۷۴)

جواب:

زبیر علیزئی صاحب کے امام ذہبیؒ کے اقوال نقل کرنا مناسب نہیں ہے۔اس لیے کہ علامہ ذہبیؒ نے تلخیص مستدرک حاکم میں سفیان ثوریؒ کی متعدد روایات کی تصحیح کی ہے۔علامہ ذہبیؒ کی تصحیح سے مندرجہ ذیل باتیں نمایاں ہوتی ہیں۔
(۱) علامہ ذہبیؒ کے نزدیک سفیان ثوریؒ کی تدلیس مضر نہیں ہے۔
(۲) علامہ ذہبیؒ نے اپنی تحقیق سے رجوع کرلیا تھا۔
(۳) علامہ ذہبیؒ کے دونوں اقوال میں تعارض ثابت ہونے کے بعد ان کے دونوں اقوال ساقط قرار ہونگے۔
لہٰذا معلوم ہوا کہ سفیان ثوریؒ کی عن والی روایات علامہ ذہبیؒ کی نزدیک صحیح ہوتی ہے۔دیکھئے تلخیص المستدرک حاکم حدیث نمبر ۳۷۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۱۱۷۔ ۱۲۵۔ ۱۲۸۔ ۱۳۷۔ ۱۵۵۔ ۱۶۸۔ ۱۷۱۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۲۶۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۸۔ ۳۲۹۔

انتباہ:

زبیر علیزئی صاحب کا حافظ ذہبیؒ سے سفیان ثوریؒ کو مدلس قرار دینا ان کو مفید نہیں کیونکہ وہ اپنی کتاب الفتح المبین

ص ۲۴ پر لکھتے ہیں۔ "تدلیس و ارسال شيئي واحد عند الذهبي "یعنی تدلیس اور ارسال علامہ ذہبیؒ کے نزدیک ایک ہی ہیں جب علاہ ذہبیؒ تدلیس اور ارسال میں فرق نہیں کرتے تو سفیان ثوریؒ کے بارے میں علامہ ذہبیؒ کا قول کیسے قبول کیا۔

نوٹ:

زبیر علیزئی صاحب کا حافظ ذہبیؒ کا حوالہ پیش کرنا مفید نہیں۔ کیونکہ علامہ ذہبیؒ نے اپنی کتاب المہذب فی اختصار السنن الکبیرا/ ۵۲۵ رقم ۲۲۶۸ پر اِس حدیث پر سکوت کیا ہے۔ اور سند پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی اور نہ سفیان ثوریؒ کی تدلیس پر بحث کی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ علامہ ذہبیؒ کے نزدیک اِن کی معنعن روایات صحیح ہوتی ہیں۔ اور ترک رفع یدین والی حدیث پر تو علامہ ذہبیؒ کے خود سکوت کیا ہے۔

مدلس راوی کا حکم

حافظ ابن حجرؒ نے النکت علی ابن اصلاح صہ ۶۱۴ پر محدثین کرام کے مختلف مذاہب تدلیس کے بارے میں نقل کیے اور امام علی بن مدینی کے مسلک کو راجح اور جمہور کے مطابق قرار دیا۔ اور امام علی بن مدینی کا مسلک صاف ظاہر ہے کہ مدلس کی وہ معنعن روایت (عن والی) قبول ہوگی جس کی تدلیس والی روایتیں قلیل یا کم ہو۔
(الکفایہ ص ۳۶۲، خطیب بغدادی)

امام بخاریؒ اور سفیان ثوریؒ کی تدلیس:

امام بخاریؒ سفیان ثوری کی تدلیس کے بارے لکھتے ہیں۔
"لا اعرف لسفيان عن هؤ لاء تدليسا (ما) أقل تديسه"
یعنی آپ کی کتنی کم تدلیس تھی۔ (علل الکبیر ترمذی ۲/ ۹۶۶)

حافظ ابن کثیرؒ اور سفیان ثوریؒ کی تدلیس:

حافظ ابن کثیرؒ امام سفیان ثوری کی تدلیس کے بارے لکھتے ہیں۔
"و ما اشاء اليه شيخاض اطلاق تخريج اصحاب الصحيح لطائفة منهم حيث جعل منهم قسما احتمل الائمة تدليسه و خرجو اله فى الصحيح لا مامته و قلة تديسه فى جنب ماروى كالثورى يتنزل على هذا لا يسما و قد جعل من هذا القسم من كان لا يدلس الاعن ثقة كابن عينية"۔ (فتح المغیث ج ا ص ۱۷۷)

ترجمہ :اور جس کی طرف حافظ ابن حجرؒ نے اشارہ کیا کہ مدلسینکی ایک جماعت سے اصحاب صحیح نے علی الاطلاق اپنی کتب میں روایات کی تخریج کی ہے اور ان مدلسین کی ایک قسم وہ بتائی ہے جس کی تدلیس کو ائمہ حدیث نے قبول کیا ہے۔ اور ان کی روایت اپنی صحیح میں لائے ہیں۔ ان مدلسین کی امامت اور قلت تدلیس کی وجہ سے انہوں نے جو بہت سی روایات کی ہیں۔ ان کے عقائد میں ان کے مقابلہ میں مثلاً امام ثوری اسی بات پر محمول سمجھا جائے خصوصاً اس قسم میں اس مدلس کو بھی داخل کیا ہے جو ثقہ کے سوا تدلیس نہیں کرتا تھا۔ مثلاً ابن عیینۃ۔

معلوم ہوا کہ حافظ ابن کثیرؒ کے نزدیک سفیان ثوری کے عن والی روایت صحیح ہوتی ہیں۔

حافظ صلاح الدین العلائیؒ اور سفیان ثوریؒ کی تدلیس:

حافظ علائی سفیان ثوری کی تدلیس کے بارے لکھتے ہیں۔

"او لقلة تدیس فی جنب ماروی" (جامع تحصیل ص ۱۱۳)۔

مندرجہ بالا تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ محدثین کرام کے نزدیک جس راوی کی تدلیس اُس کی دیگر روایات کے مقابلے میں کم ہوگی اُس کی تدلیس قابل قبول ہوگی۔ معلوم ہوا کہ امام بخاری، حافظ ابن کثیر اور حافظ علائیؒ اور حافظ ابن کثیرؒ کے نزدیک سفیان ثوریؒ کی قلت تدلیس کی وجہ سے ان کی تدلیس مضر نہیں ہوتی۔ اور یہی تحقیق محدثین کرام کے نزدیک راجح اور مضبوط ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے کہ محدثین کرام خصوصاً صحاح ستہ کے محدثین کا منہج اور طریقہ کار سفیان ثوری کی تدلیس کو قبول کرنے میں کیا ہے۔